

سورة هود

آیات ۴۱ - ۴۹

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِبَهَا وَمُرسِمَهَا ^ط إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ^{٢١}
 قَالَ سَاوِيَّ إِلَى جَبَلٍ يَعْصِيَنِي مِنَ الْبَاءِ ^ط قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ^ج وَ
 حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ^{٢٢} وَقِيلَ يَا رُضْ اِبْدَعِي مَاءَكَ وَيَسْبَاءُ أَقْدَعِي وَغِيضَ
 الْبَاءِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ^{٢٣}
 وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكِيمِينَ ^{٢٤}
 قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ^ج إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ^{نبي} فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ^ط إِنَّي
 آعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ^{٢٥} قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ^ط وَإِلَّا
 تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَسِرِينَ ^{٢٦}
 قِيلَ يُنُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ ^ط وَأُمَمٌ سَنُنَبِّئُكُم بِهَا لَمَّا نَنبِّئُهُمْ
 مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ^{٢٧} تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ^ج مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ
 قَبْلِ هَذَا ^ط فَاصْبِرْ ^ط إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ^{٢٨} ^ع

وَهُی تَجْرِی بِهَمِّ فِی مَوْجِ کَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَى نُوحٌ ۚ ابْنَهُ وَكَانَ فِی مَعْزِلٍ یُّبْنِیْ اَرْكَبَ مَعْنَا وَلَا تَتَّكُنْ مَعَ الْکَافِرِیْنَ ۝ قَالَ سَاوِیْ اِلٰی جَبَلٍ

جَبْرِی یَجْرِی ، جَرَّیَانًا - چلنا، جاری رہنا، یہ لفظ پانی اور پانی کی طرح چلنے والی چیزوں کے لیے

جَبَال ، جَبَل کی جمع (پہاڑ)

وَهُی تَجْرِی بِهَمِّ - اور وہ چلتی رہی ان کو لے کر

فِی مَوْجِ کَالْجِبَالِ - ایسی موجوں میں جو پہاڑ جیسی تھیں

وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ - اور آواز دی نوح نے اپنے بیٹے کو

وَكَانَ فِی مَعْزِلٍ - اس حال میں کہ وہ تھا ایک کنارے پر

یُّبْنِیْ اَرْكَبَ مَعْنَا - اے میرے بیٹے سوار ہو جا ہمارے ساتھ

وَلَا تَتَّكُنْ - اور نہ ہو

مَعَ الْکَافِرِیْنَ - کافروں کے ساتھ

قَالَ سَاوِیْ - کہا (اس نے) کہ میں پناہ لے لوں گا

اِلٰی جَبَلٍ - کسی پہاڑ کی طرف

أَوٰی یَاوٰی ، اِیْوَاءٌ - پناہ حاصل کرنا

رَّكَبَ - سوار ہونا

عَزَلَ یَعْزِلُ ، عَزْلًا - الگ کر دینا عزل - علیحدگی

مَعْزِلٍ - الگ جگہ عزل، معزول، عزلت، معترلہ

يَعْصِيَنِ مِنَ النَّاءِ ۖ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْبُغْرَقَيْنِ ﴿٢٣﴾

عَصَمَ يَعْصِمُ ، عَصَمًا - بچالینا، روکنا، پکڑنا

اردو: عاصم، عصمت، عاصمہ، معصوم

يَعْصِيَنِ مِنَ النَّاءِ - وہ بچالے گا مجھ کو پانی سے

قَالَ - (نوحؑ) نے کہا

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ - نہیں ہے کوئی بچانے والا آج اللہ

مِنْ أَمْرِ اللَّهِ - اللہ کے فیصلے (عذاب) سے

إِلَّا مَنْ رَحِمَ - مگر وہی جس پر وہ رحم فرمائے

وَحَالَ - حائل ہو گئی (اس وقت)

حَالَ يَحُولُ ، حَوْلًا - حائل ہونا، درمیان میں آ جانا

اردو: حال، ماحول، حائل، تحویل، احوال، حوالی (حول کی جمع)، حویلی

بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ - ان کے درمیان موج

فَكَانَ مِنَ الْبُغْرَقَيْنِ - تو وہ ہو گیا ڈوب جانے والوں میں

وَهُی تَجْرِی بِهِمْ فِی مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادٰی نُوحٌ ۚ اِبْنَهُ وَكَانَ فِی مَعْزِلٍ یُّبْنِیْ اُرْكُبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِیْنَ ۝۴۲ قَالَ سَاوِیْ
اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِیْ مِنْ الْبَآءِ ۝۴۳ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالٌ بَیْنَهُمَا الْبُوءُ فَكَانَ مِنَ الْمَغْرُقِیْنَ ۝۴۴

کشتی ان لوگوں کو لیے چلی جا رہی تھی اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھی نوحؑ کا بیٹا دور
فاصلے پر تھا نوحؑ نے پکار کر کہا "بیٹا، ہمارے ساتھ سوار ہو جا، کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ اُس نے
پلٹ کر جواب دیا "میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھا جاتا ہوں جو مجھے پانی سے بچالے گا" نوحؑ نے کہا،
آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے"
اتنے میں ایک موج دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا

The Ark sailed along with them amid mountain-like waves. Noah, spotting his son at a distance, called out to him: 'My son. embark with us. and do not be with the unbelievers. The son replied: 'I will go to a mountain for refuge and it will save me from the water.' Noah said: 'None can save anyone today from the command of Allah except those on whom He may have mercy.' Thereupon a wave swept in between the two and he was drowned.

وَهُى تَجْرِى بِهَمِّهِمْ فِى مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَى نُوحٌ ۚ ابْنَهُ وَكَانَ فِى مَعْزِلٍ يُبْنِى اِرْكَبَ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾ قَالَ سَاوِىْ اِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِى مِنَ الْمَاءِ ۖ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٦٨﴾

حضرت نوح علیہ السلام کی وفاداری کا آخری امتحان :

- کشتی حضرت نوح علیہ السلام، آپ کے اہل خانہ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو اس شان سے لے کر چل پڑی، صورتحال دل ہلادینے والی تھی، کشتی کے دائیں بائیں ایسے موجیں اٹھ رہی تھیں جیسے بلند و بالا پہاڑ ہوں۔ دھاڑتی ہوئی موجیں اور تند و تیز پانی کے دھارے کشتی کے دائیں بائیں سے گزرتے تھے لیکن کشتی سب کو چیرتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی
- اس کشتی میں نہ کوئی بادبان تھا اور نہ مشینی قوت۔ اسے محفوظ رکھنے والی اور اپنی منزل کی طرف لے جانے والی وہ ذات تھی جس کے حکم سے یہ طوفان اٹھا تھا۔ عین اس حالت میں جبکہ قوم کے بیشتر لوگ ڈوب چکے تھے کہ اچانک حضرت نوح (علیہ السلام) کو الگ تھلگ پہاڑ کے دامن میں اپنا فرزند کھڑا نظر آیا (اور اس کا انجام بھی)
- نوح علیہ السلام کی وفاداری کا آخری امتحان کا وقت آ پہنچا تھا، اللہ کی توفیق سے آپ ہر امتحان میں ثابت قدم رہے (انبیاء علیہ السلام بھی کیسے کیسے امتحانوں سے گزارے جاتے ہیں یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے)
- آپ نے بیٹے کو پکارا کہ بیٹا دیکھ ایک طرف قوم کے سب متمردين اور بڑے بڑے کافر اس طوفان کی نذر ہو گئے ہیں اور دوسری طرف یہ کشتی ہے جو آج عافیت کی جگہ اور اللہ کی رحمت کا مرکز ہے تو کافروں کا ساتھ چھوڑ دے اور تائب ہو کر ایمان کا دامن تھام کر میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا، اس کا رحم آج صرف مومنوں کے ساتھ خاص ہے
- لیکن بگڑے ہوئے بیٹے نے بڑی رعونت سے کہا : کہ میں آپ کے ساتھ کشتی پر سوار نہیں ہوں گا۔ یہ سامنے بلند و بالا پہاڑ ہیں میں ان میں سے کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور وہ مجھے غرق ہونے سے بچالے گا۔

وَهُى تَجْرِئُ بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَى نُوحٌ ۚ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يُبْنِىْ اِرْكَبَ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ سَاوِىْ اِلَى جَبَلٍ يَّعَصِيْنِىْ مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿٢٨﴾

حضرت نوح علیہ السلام کی وفاداری کا آخری امتحان :

○ آپ علیہ السلام نے بڑی درمندی سے فرمایا کہ یہ طوفان اللہ کا "امر" ہے، پہاڑ تمہیں اس سے نہیں بچا سکے گا، آج صرف وہ بچے گا جس پر اللہ رحم فرمائے گا اور رحم اس پر ہوگا جو اللہ کی بندگی اور رسول کی رسالت اور آخرت کا اقرار کرے گا اور اپنے آپ کو اللہ کے دامن رحمت میں دے دے گا۔

○ اللہ کا قانون ہے کہ عذاب آجانے کے بعد جو عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں پھر ان میں سے کسی کے لیے گلو خاصی نہیں

اس ہولناک المیہ کا آخری منظر

○ باپ بیٹے کے اس مکالمے کے دوران پانی کی ایک پہاڑ جیسی موج اٹھی اور باپ بیٹے کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ مغرور بیٹا چشم زدن میں پانی کی لہروں کی نذر ہو گیا۔

○ ایک نافرمان قوم اپنے انجام کو پہنچی، فرمان بردار بچا لیے گئے، زمین نافرمانی کے کانٹوں سے صاف کر دی گئی۔

○ یہ حیران کن ہے کہ بائبل (تورات) اس قصے کے اہم ترین سبق آموز حصے یعنی باپ بیٹے کی گفتگو اور بیٹے کی غرقابی کے ذکر سے خالی ہے، جبکہ قرآن مجید نے اس کا ذکر خاص طور پر فرمایا کہ لوگ اللہ کے قانون سے واقف ہوں اور جان لیں کہ :

خدا کا قانون اتنا بے لاگ ہے کہ نوح کا بیٹا بھی نافرمان ہو تو وہ اس کی گردن بھی عین باپ کے سامنے دبا دیتا ہے۔ تابہ دیگران

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْدَعِي مَاءَكُمْ وَيَسْبَأْ أَقْدِمِي غَيْضَ الْمَاءِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٣﴾

اللہ نے زمین کو حکم دیا

وَقِيلَ يَا أَرْضُ - اور کہا گیا اے زمین

ابْدَعِي مَاءَكُمْ - نِگل جا اپنا پانی

بَلَعٌ يَبْلَعُ ، بَلْعًا - نکلنا (کسی چیز کو چبائے بغیر نکل جانا)

وَيَسْبَأْ أَقْدِمِي - اور اے آسمان! تھم جا

وَعِضَ الْمَاءِ - اور کم ہو گیا (اتر گیا) پانی

(ق ل ع) أَفْلَعٌ يُفْلَعُ ، إِفْلَاعًا - تھم جانا، رُک جانا (۱۷)

وَقُضِيَ الْأَمْرُ - اور چکا دیا گیا فیصلہ

وَاسْتَوَتْ - متمکن ہوئی (جا ٹھہری کشتی)

عَاضَ يَغِضُّ ، غَيْضًا - جذب ہونا، نیچے اترنا، خشک کرنا

قَضَى يُقْضَى ، قَضَاءً - فیصلہ کرنا، پورا کرنا

إِسْتَوَى يَسْتَوِي ، إِسْتَوَاءً - ٹھہرنا، استقرار پکڑنا (۱۸)

عَلَى الْجُودِيِّ - جودی پہاڑ پر

وَقِيلَ - اور کہا گیا

جُودَى - (پہاڑ)، کوہِ ارارات کا وہ حصہ جو ترکی اور شام کی سرحد سے متصل ہے

یہاں ”بعد“ کا لفظ لعنت کے معنی میں استعمال ہوا ہے

بُعْد - دور ہونا (قَرِيب کی ضد)

بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ - دور ہوئی ظالموں کی قوم

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْدَعِي مَاءَكُمْ وَيَسْبَأْ أَقْدَعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَ
قِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٣٣﴾

حکم ہوا " اے زمین، اپنا سارا پانی نکل جا اور اے آسمان، رک جا۔ " چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا، فیصلہ چکا دیا گیا، کستی جو دی پر ٹک گئی، اور کہہ دیا گیا کہ دور ہوئی ظالموں کی قوم !

And the command was given: 'Earth! Swallow up your water'; and: 'Heaven! Abate!' So the water subsided, the command was fulfilled, and the Ark settled on Mount Judi, and it was said: 'Away with the wrong-doing folk!'

زمین و آسمان سے خطاب

- علمائے مفسرین نے اس آیت کریمہ کو قرآن کریم کی فصیح ترین اور بلیغ ترین آیات میں شمار کیا ہے، آیت کے الفاظ کا نظم و نسق، ترنم و ترتیل، آیت کے اسرار و نکات اور اس کی معنوی اور لفظی خوبیاں حیران کن ہیں
- یہ ایک سرکش قوم کی داستان کا اختتام اور اس کی لفظی تصویر ہے، عذاب الہی کے خاتمہ کا عجیب و غریب منظر پیش کیا گیا ہے۔
- پانی کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی لہروں نے تمام جگہوں کو گھیر لیا، پانی کی سطح بلند سے بلند تر ہوتی چلی گئی، جاہل گنہگاروں نے یہ گمان کیا کہ یہ ایک معمول کا طوفان ہے، وہ اونچی جگہوں اور پہاڑوں پر پناہ گزریں ہو گئے لیکن پانی ان کے اوپر سے بھی گزر گیا اور تمام جگہیں پانی کے نیچے چھپ گئیں
- پانی اور ہوا کے اس طوفان نے منشاء الہی کو پورا کر دیا اور تمام اہل زمین ڈوب گئے اور کوئی کافر زندہ نہ رہا تو آسمان کو حکم ہوا کہ ہتھم جا اور زمین کو حکم ملا کہ اپنا پانی اپنے اندر جذب کر لے
- زمین آسمان اپنے مالک کا حکم بجالائے، طوفان ہتھم گیا، پانی تہہ نشین ہو گیا، زمین خشک ہو گئی، ہر طرف سکون و سکوت چھا گیا۔ کستی کوہ جودی پر ٹھہر گئی۔ کفر اپنے انجام کو پہنچا اور اہل ایمان بچا لیے گئے تو فرمایا: دوری ہو ظالموں کی قوم، یہ اظہار نفرت و لعنت کا جملہ ہے۔ دوسروں لفظوں میں یوں کہا گیا، خس کم جہاں پاک!
- اللہ کی نگاہ میں سب سے قابل نفرت چیز کفر اور شرک ہے۔ یعنی اللہ سے بغاوت اور اس کی نافرمانی، جو قوم ان دونوں جرائم میں تمام حدود سے تجاوز کر جاتی ہے وہ زمین پر رہنے کے قابل نہیں رہتی اور انہیں نسیاً نسیاً کر دیا جاتا ہے

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكِيمِينَ ﴿٣٥﴾ قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۚ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا

نَادَىٰ يُنَادِي ، نِدَاءً - پکارنا (III)

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ - اور پکارا نوح نے اپنے رب کو

فَقَالَ رَبِّ إِنَّ - اور عرض کیا: اے میرے رب بیشک

اس کی جمع : أَبْنَاءُ اور بَنُونَ

اس کی تصغیر: بُنْيَ بِنْت: بیٹی

ابن - بیٹا

اس کا اطلاق صلبی بیٹے سے بڑھ کر وسیع دائرے میں

ابْنِي مِنْ أَهْلِي - میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے

وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ - اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے

وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكِيمِينَ - اور تو سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے

حاکم - فیصلہ کرنے والا

أَحْكَم - سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا

قَالَ يُنُوحُ - کہا (اللہ نے) ! اے نوح

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ - یقیناً وہ نہیں ہے تیرے گھر والوں میں سے

(سرتاپا) عمل بد ہے / صاحب اعمال فاسدہ ہے

إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ - یقیناً وہ ایک غیر صالح عمل ہے

سَأَلَ يَسْأَلُ ، سُؤْلاً - سوال کرنا

فَلَا تَسْأَلْنِ مَا - پس نہ تو سوال کر مجھ سے اس کا

لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنَّيْٓ أَعْطٰكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِدِيْنَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ۖ وَّ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٥﴾

لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ - نہیں تجھے جس کا علم

وَعَظَ يَعِظُ ، وَعَظًا - وعظ کرنا، نصیحت کرنا

اِنَّیْٓ اَعْطٰكَ اَنْ - بیشک میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ

تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِدِيْنَ - کہ کہیں تو ہو جائے جاہلوں میں سے

جَاهِل - عربی میں عِلْم اور حِلْم کے مقابل آتا ہے

حِلْم کے مقابل: جب جذبات سے مغلوب ہو کر حلم کا رشتہ ہاتھ سے چھوٹ جائے

قَالَ رَبِّ - (نوحؑ نے) کہا اے میرے رب!

اِنَّیْٓ اَعُوْذُبِكَ - میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں (ع و ذ)

اَنْ اَسْـَٔلَكَ - کہ میں سوال کروں تجھ سے

مَا لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ - اس کا نہیں جس کا مجھے علم

وَّ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ - اور اگر نہ کیا تو نے مجھے معاف اور رحم (نہ) فرمایا

اَكُنْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ - تو میں ہو جاؤں گا خسارہ پانے والوں میں سے

عَاذٌ یَّعُوْذُ ، عَوْذًا - پناہ مانگنا
عَوْذہ - وہ چیز جس کے ذریعے سے کسی
نقصان دہ چیز سے بچاؤ حاصل کیا جائے
اردو: تعوُّذ، تعویذ، معاذ اللہ

وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٣٥﴾ قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۚ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعْطُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿٣٧﴾

نوح نے اپنے رب کو پکارا۔ کہا "اے رب، میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے، جواب میں ارشاد ہوا "اے نوح، وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، وہ تو ایک بگڑا ہوا کام ہے، لہذا تو اس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت تو نہیں جانتا، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنا لے" نوح نے فوراً عرض کیا "اے میرے رب، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں۔ اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گا

And Noah called out to his Lord, saying: 'My Lord! My son is of my family. Surely Your promise is true, and You are the greatest of those who judge. In response Noah was told: 'Most certainly he is not of your family; verily he is of unrighteous conduct. So do not ask of Me for that concerning which you have no knowledge. I admonish you never to act like the ignorant ones. Noah said: 'My Lord! I take refuge with You that I should ask you for that concerning which I have no knowledge. And if You do not forgive me and do not show mercy to me, I shall be among the losers.

نوح علیہ السلام کی شفقت پدری (بیٹے سے متعلق اللہ تعالیٰ سے سوال)

○ نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے لیے اللہ تعالیٰ سے سوال و جواب زمانی ترتیب کے لحاظ سے اس وقت ہوا ہو گا جب آپ علیہ السلام نے بیٹے کو ڈوبتے دیکھا لیکن اس کا ذکر اس وقت کیا گیا جب تمام قوم کا ہلاک ہونا بتا دیا گیا اور سیلاب تھم جانے اور کشتی کا خشکی پہ ٹھہر جانا بھی بتا دیا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

○ مفسرین نے اس کی ایک وجہ بلاغتِ کلام بتائی ہے جس کی وجہ سے نوح علیہ السلام کے بیٹے کے متعلق بات کو موخر کر دیا گیا، گویا خدا کی نگاہوں میں یہ شخص، حضرت نوح کا بیٹا ہونے کے باوجود ایسا نابکار تھا کہ جب تک خدا نے اس کو غرق نہیں کر لیا اس کے باب میں حضرت نوح کی دعا کو زیر بحث لانا بھی پسند نہیں فرمایا اور اس کا تذکرہ ایسے جیسے سب سے مبعوض ہی شخص ہو

○ اس غضب کی وجہ ظاہر کہ اس دنیا میں اگر کسی انسان کو سب سے بڑی سعادت اور خوش بختی حاصل ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس کے لیے رسالت، وحی، ایمان، دعوتِ حق، رسول کی صاف ستھری سیرت و کردار، سچائی، صبر و استقامت، خیر اور برکت، اللہ پر توکل اور بھروسہ... سب گھر کی چیزیں ہوں اور وہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اپنے کانوں، آنکھوں اور بصیرت و وجدان سے ان سب کا مشاہدہ کرے اور پھر اس کو نہ پہچانے اور پیغمبر کے گھر میں شیطان بن کر اٹھے۔

○ حضرت نوح نے بیٹے کو ڈوبتا دیکھ کر شفقت پدری سے مغلوب ہو کر اللہ سے اپنے اہل (گھر والوں) کے بارے میں، اللہ کے وعدے کا حوالہ دے کر بات کی کہ میرا یہ بیٹا بھی میرے اہل میں شامل ہے اور تیرا یہ وعدہ کہ تو میرے اہل کو اس کشتی کے ذریعہ سے نجات دے گا۔

قَالَ يَنْوَحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣١﴾

بیٹا۔ ایک عمل غیر صالح (اسلام میں حقیقی تعلق و رشتہ داری کی بنیاد اخلاقی اور نظریاتی)

○ حضرت نوح علیہ السلام کی درخواست / سوال پر اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح فرمائی اور تنبیہ بھی

○ کہ یہ تیری صلب سے تو ضرور ہے لیکن یہ تیرے اہل میں نہیں، درحقیقت انبیاء علیہ السلام دنیا میں قرابت اور خاندان کا نیا تصور لے کر آتے ہیں۔ ان کے یہاں ایمان کا رشتہ صلبی رشتوں سے زیادہ مضبوط ہے۔ رنگ اور نسل کی بھی ایک اہمیت ہے لیکن اس وقت جب ایمان کا اشتراک پایا جاتا ہو لیکن عدم ایمان کی صورت میں ایک مومن کا کافر سے کوئی رشتہ نہیں۔

○ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس بنیاد پر نہیں ہوتا کہ جو لوگ بزرگوں کی اولاد ہیں۔ یا جو کسی حضرت کا دامن تھامے ہوئے ہیں ان سب کو نجات یافتہ قرار دے کر جنتوں میں داخل کر دیا جائے۔ خدا کے یہاں نجات کا فیصلہ خالص عمل کی بنیاد پر ہوتا ہے نہ کہ نسبی یا گروہی تعلق کی بنیادوں پر۔

○ دنیا میں لوگ نسبی رشتے کو اہمیت دیتے ہیں، اللہ کے نزدیک اور آخرت میں اخلاقی رشتے کی اہمیت ہے، طوفان نوح اسی لیے آیا تھا کہ انسانوں کے درمیان دوسری تمام تقسیمات کو توڑ کر اخلاقی تقسیم قائم کر دے۔ جو عمل صالح والے لوگ ہیں ان کو خدائی کشتی میں بٹھا کر بچا لیا جائے اور غیر عمل صالح والے تمام لوگوں کو طوفان کی بے رحم موجوں کے حوالے کر دیا جائے (اور یہ یہی واقعہ دوبارہ قیامت میں زیادہ بڑے پیمانہ پر اور زیادہ کامل طور پر ہو گا)

○ اسی نظریے کا بہترین عملی مظاہرہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بدر کے میدان میں آپ ﷺ کی قیادت میں سر انجام دیا، جب مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے قریبی عزیزوں کو ختم کیا۔ حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ تم میرے بھائی نہیں ہو، میرا بھائی وہ ہے جو تمہاری مشکلیں کس رہا ہے (حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی مثالیں)

فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنَّ عِزَّكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنُ مِنَ الْخَسِرِينَ

نوح علیہ السلام کو اللہ کی تشبیہ

○ حضرت نوحؑ نے جن حالات میں دعا کی تھی وہ ایسے تھے کہ ان کی دعا منظور نہ ہوئی اس لیے اس کا جو جواب انہیں دیا گیا اس میں قدرے تہدید اور تنبیہ بھی ہے۔

اللہ نے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی ایسی بات نہ پوچھو یا کوئی چیز مانگو جس کی حقیقت کا تمہیں علم نہیں، اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو نصیحت کی کہ تم اسلامی روابط کی حقیقت اور اسلامی اخوت کی ماہیت کے سمجھنے میں غلطی نہ کرو (جس کا ذکر گذشتہ آیت کریمہ میں ہوا)، اللہ نے جو وعدہ کیا تھا اس کے سمجھنے میں غلطی نہ کر بیٹھو اللہ کا وعدہ تو پورا ہو چکا ہے اور جو تمہارے اہالی و موالی تھے وہ سب نجات پا چکے ہیں اور یہ حقیقت ہے۔

(رسول کی دعوت پہ لبیک کہنے والوں کو اللہ زمین میں پھلنے پھولنے کا موقع دیتا ہے، اس دعوت کا انکار کرنے والوں کی مثال تو جھاڑ جھنکار کی سی ہے جسے ختم کر دیا جاتا ہے، یا انسانی جسم میں سڑے ہوئے عضو کی ہے جسے کاٹ دینا ڈاکٹر اپنا فرض سمجھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس کو کاٹا نہیں جائے گا تو یہ باقی اعضاء کو بھی مسموم کر دیے گا۔ ایسے عضو کو کاٹتے ہوئے طبیب مریض سے یہ کہتا ہے کہ یہ عضو یقیناً آپ کے جسم کا حصہ ہے لیکن اب آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں.....)

یہ تنبیہ آمیز جواب سنتے ہی حضرت نوحؑ کانپ اٹھتے ہیں جس طرح ایک حقیقی مومن اس وقت کانپ اٹھتا ہے جب اسے یہ سوچ آتی ہے کہ بارگاہ الہی میں اس سے کہیں غلطی اور گستاخی نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت نوحؑ فوراً توبہ واستغفار فرماتے ہیں۔ اور بیٹے کی حتمی نجات کے لیے اپنا استدلال بیان کرنے کے بعد حکم اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا اور بیٹے کا ہولناک انجام قبول کیا، جو ان کی اخلاقی رفعت کا بہت بڑا ثبوت ہے

○ مشرکین مکہ کو پیغام۔ اللہ کا انصاف بے لاگ اور اس کا فیصلہ دو ٹوک، اگر تم نے اس دعوت کو نہ مانا تو ابراہیم کی نسبت.....

قِيلَ يٰ نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۖ وَأُمَّمٌ سَنُنَبِّئُكُم بِهِنَّ لِيَكُنَّ مِنَّا عَدَاۗءٌ لِّیۡمٍ ؕ تِلْكَ مِنْۢ أَتْبَآءِ الْغَیۡبِ نُوۡحِیۡہَا اِلَیۡكَ ؕ

قِيلَ يٰ نُوحُ - کہا گیا اے نوح (علیہ السلام)

اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا - اتر جاؤ سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے
وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ - اور برکتیں نازل ہوں تم پر

وَعَلَىٰ أُمَمٍ - اور ان گروہوں پر

مِّمَّنْ مَّعَكَ - جو تمہارے ساتھ ہیں

وَأُمَّمٌ سَنُنَبِّئُكُم - اور گروہ ہیں کچھ ایسے جنہیں دیں گے ہم (دُنیاوی) فائدہ

ثُمَّ يَكُونُ مِنَّا - پھر چھوئے (پہنچے) گا ان کو ہماری طرف سے

عَدَاۗءٌ لِّیۡمٍ - ایک دردناک عذاب

تِلْكَ مِنْۢ أَتْبَآءِ الْغَیۡبِ - یہ غیب کی خبروں میں سے ہے

هَبَطَ يَهْبِطُ ، هُبُوطًا - نیچے اترنا

اردو میں : ہبوطِ آدم (آدم کا زمین پہ اترنا)،
مہبط (اترنے کی جگہ)

أُمَّمٌ ، أُمَّةٌ کی جمع (جماعت، گروہ)

س۔ حرف استقبال

مَتَّعَ يُمَتِّعُ ، تَمَتَّعًا فائدہ پہنچانا

مَسَّ يَمَسُّ ، مَسًّا - چھونا، پہنچنا

أَنْبَآءٌ ، نَبَأٌ کی جمع (خبریں)

نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا ۖ فَاصْبِرْ ۗ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٩﴾

نُوحِيهَا إِلَيْكَ - جو ہم وحی کر رہے ہیں آپ کی طرف (اے نبی)

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا - نہیں جانتے تھے ان باتوں کو

أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ - آپ اور آپ کی قوم

مِنْ قَبْلِ هَذَا - اس سے پہلے

فَاصْبِرْ - پس آپ ثابت قدم رہیں

إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ - یقیناً انجام کار متقی لوگوں کے حق میں ہے۔

عَاقِبَت - انجام، نتیجہ، آخرت

قِيلَ يُنْزِلُ اِهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ اُمَمٍ مِّمَّنْ مَعَكَ ۚ وَاُمَمٌ سَنُبَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَپْسُسُهُمْ فَاِذَا عَذَابُ الْيَوْمِ
 تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا اِلَيْكَ ؕ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۚ فَاَصْبِرْ ۚ اِنَّ الْعَاقِبَةَ
 لِلْمُتَّقِينَ ؕ (۴۹)

حکم ہوا "اے نوح اتر جا، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں، اور کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کو ہم کچھ مدت سامان زندگی بخشیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔"

اے محمد ﷺ، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے نہ آپ ان کو جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔ پس صبر کریں، انجام کار متقیوں ہی کے حق میں ہے۔

It was said: 'Noah! Disembark, with Our peace, and with blessings upon you and upon those who are with you. There are also people whom We shall allow to enjoy themselves for a while, and then a painful chastisement from Us shall afflict them.

We reveal to you these accounts of matters that are beyond the reach of human perception. Neither you nor your people knew about them before this. Be, then, patient. Surely, the good end is for the God-fearing.

تعمیرِ نو کا آغاز

○ جب سرکش و نافرمان قوم غرق ہو چکی، طوفان گزر گیا، زمین خشک ہو گئی، ہر طرف سے پانی سمیٹ لیا گیا، کشتی جو دی پہاڑ پر ٹھہر گئی تھی تو وہاں سے نیچے اتر کر زمین پر آباد ہونے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

○ لیکن یہ ایک نئی دنیا میں، نئی زندگی، اور زندگی کا آغاز یا کل ابتدائیہ سے، یقیناً اس صورتحال میں بہت سے اندیشے کہ یہ نئی زندگی کیسی ہو۔ وطن چھوٹ گیا، گھر برباد ہو گئے، کوئی شہر باقی نہ رہا، تباہ شدہ کھنڈرات اور بے آباد زمین پر ایک نئی آبادی بسانا، اس کے لیے محنت بھی درکار ہوگی، موسموں کی شدت بھی رکاوٹ بنے گی، وسائل کی کمی بھی اڑے آئے گی اور نہ جانے کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا؟

○ ایسے ہی اندیشوں سے گراں یار لوگوں کو کشتی سے نیچے زمین پر اترتے وقت دو خوشخبریاں سنائی گئیں۔ (۱) "تم اترو ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ" یعنی تمہیں اب کسی قسم کا اندیشہ پریشان نہیں کرے گا۔ زندگی میں پیش آنے والی مشکلات تمہارے لیے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کریں گی، تم جہاں بھی ٹھہرو گے اللہ کی طرف سے سلامتی تمہارے ساتھ ہوگی

(۲) "اے پیغمبر آپ پر بھی برکتیں ہوں گی اور ان لوگوں پر بھی جو آپ کے ساتھ کشتی پر سوار تھے" تم جہاں بھی ٹھہرو گے اللہ کی برکتیں تم پر بارش کی طرح برسیں گی

○ سلامتی حفاظت کا ذریعہ ہے اور برکت اسباب میں افزائش کی نوید ہے اور یہ دو خوشخبریاں جہانوں کے رب کی طرف سے

○ ان افراد سے آگے امتیں پھیلیں گی لیکن یہ ہدایت کا سلسلہ تمام امتوں تک دراز نہیں ہو گا۔ ایک وقت آئے گا جب پھر بگاڑ پیدا ہو گا، پھر پیغمبر آئیں گے، حق و باطل کی کشمکش ہوگی، جو لوگ دعوتِ حق کو ٹھکرا دیں گے وہ آخر عذاب کا شکار ہوں گے

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا ۖ فَاصْبِرْ ۚ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٢٩﴾

تحويل خطاب۔ التفات آپ ﷺ کی طرف

- یہاں پہنچ کر اس سورۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کی تفصیلات ختم ہو جاتی ہیں اور خطاب کا رخ آپ ﷺ کی طرف پھر جاتا ہے (بطور عنایات و التفات)
- آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ قصہ جو ہم نے وحی کے ذریعہ سے آپ کو بتلایا ہے یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں۔ اس قصہ کو ہمارے بتلانے سے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم جانتی تھی۔
- آپ کو وحی کے ذریعے سے یہ خبریں اور قصص بتانا اللہ تعالیٰ کی آپ پر بے پایاں رحمت کا ثبوت ہے اور اس بات کی دلیل بھی ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ پر اترنے والی کتاب اللہ کی کتاب ہے۔ اور اس کو آپ نے خود نہیں گھڑا
- اس قصے کے حوالے سے یہ آپ ﷺ کو تسلی بھی کہ جس طرح نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں ہی کا آخر کار بول بالا ہوا، اسی طرح آپ اور آپ کے ساتھیوں کا بھی ہوگا، اللہ کا قانون یہ ہے کہ ابتداء میں دشمنان حق خواہ کتنے ہی کامیاب ہوں مگر آخری کامیابی صرف ان لوگوں کا حصہ ہوتی ہے جو خدا سے ڈر کر فکر و عمل کی غلط راہوں سے بچتے ہوئے حق کے لیے کام کرتے ہیں
- اس حق کے راستے میں جو مصائب اور مشکلات آئیں، اس دعوت کو دبانے میں مخالفوں کو بظاہر جو کامیابی ہوتی نظر آرہی ہے اس پر بد دل نہ ہوں، آپ ہمت اور صبر و استقامت کے ساتھ اپنا کام کیے چلے جائیں۔ انجام کار کامیابی خدا سے ڈرنے والوں ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ آپ کے مخالف ناکام و مراد ہوں گے

اضافى مواد

Reference Material

قصہ نوح علیہ السلام

- نوح علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے،
- قرآن مجید کی کل ۲۹ سورتوں میں، حضرت نوح علیہ السلام کا نام ۴۳ مرتبہ آیا ہے اور ایک سورت کا نام بھی آپ کے نام پر
- حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ایمان، دعوت، مصیبتوں پر بے پناہ صبر، استقامت اور عظمت کی ایک عظیم داستان ہے
- حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں، قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کو پہلے صاحب شریعت اور صاحب کتاب پیغمبر کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے، آپ پہلے پیغمبر ہیں جن کی نبوت کے زمانے میں دعوت حق جھٹلانے والوں پر عذاب نازل ہوا۔
- اسلامی روایات میں حضرت نوح علیہ السلام کو حضرت آدمؑ، شیثؑ اور ادریسؑ کے بعد چوتھا پیغمبر جانا جاتا ہے
- حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو چالیس برس کی عمر میں نبوت عطا فرمائی اور سورۃ العنکبوت (14) کے مطابق آپ نے اپنی قوم میں دعوت کافرینہ 950 برس ادا کرتے رہے، قرآنی تصریح کے مطابق اُن کی عمر نو سو پچاس برس سے متجاوز ہوئی۔
- حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ایک مشرک قوم تھی اور "ود"، "سواع"، "یغوث"، "یعوق" اور "نسر" نامی مختلف بتوں کی پوجا کرتے تھے (وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا) (71/23)۔ اور کہتے رہے کہ تم اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور وُد اور سُوَاع اور یَغُوث اور یَعُوق اور نَسْر (نامی بتوں) کو (بھی) ہر گز نہ چھوڑنا)

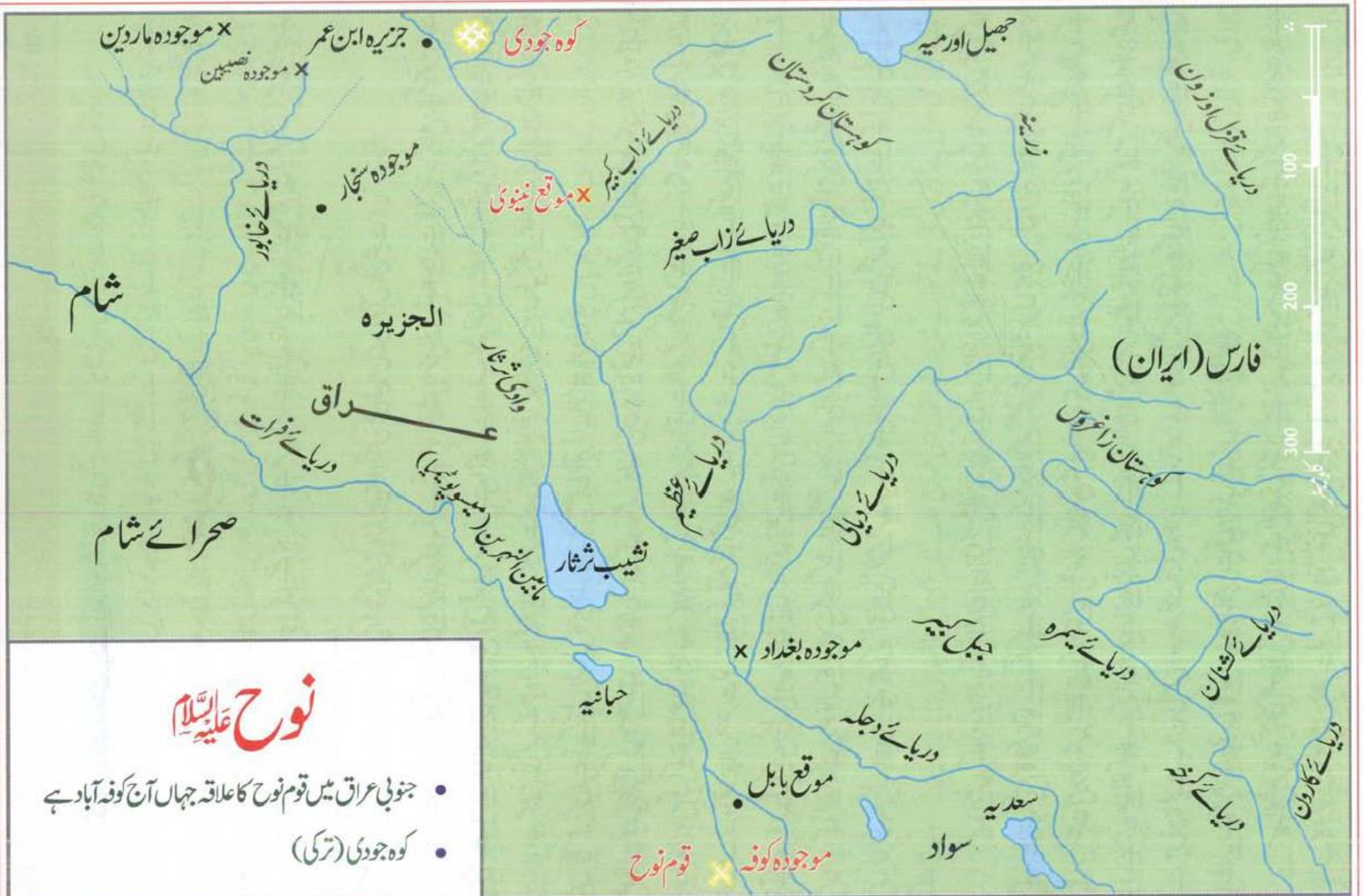
قصہ نوح علیہ السلام

○ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ یہ (وَد، سُواع، یغوث، یعوق، نسر) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک آدمیوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ جن جگہوں پر وہ اللہ والے بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے بنا کر رکھ دو اور ان بتوں کے نام بھی ان نیک لوگوں کے نام پر ہی رکھ دو۔ لوگوں نے عقیدت کے طور پر ایسا کر دیا لیکن ان کی پوجا نہیں کرتے تھے، جب وہ لوگ دنیا سے چلے گئے اور علم بھی کم ہو گیا تو ان مجسموں کی پوجا ہونے لگ گئی۔ (بخاری، کتاب التفسیر)

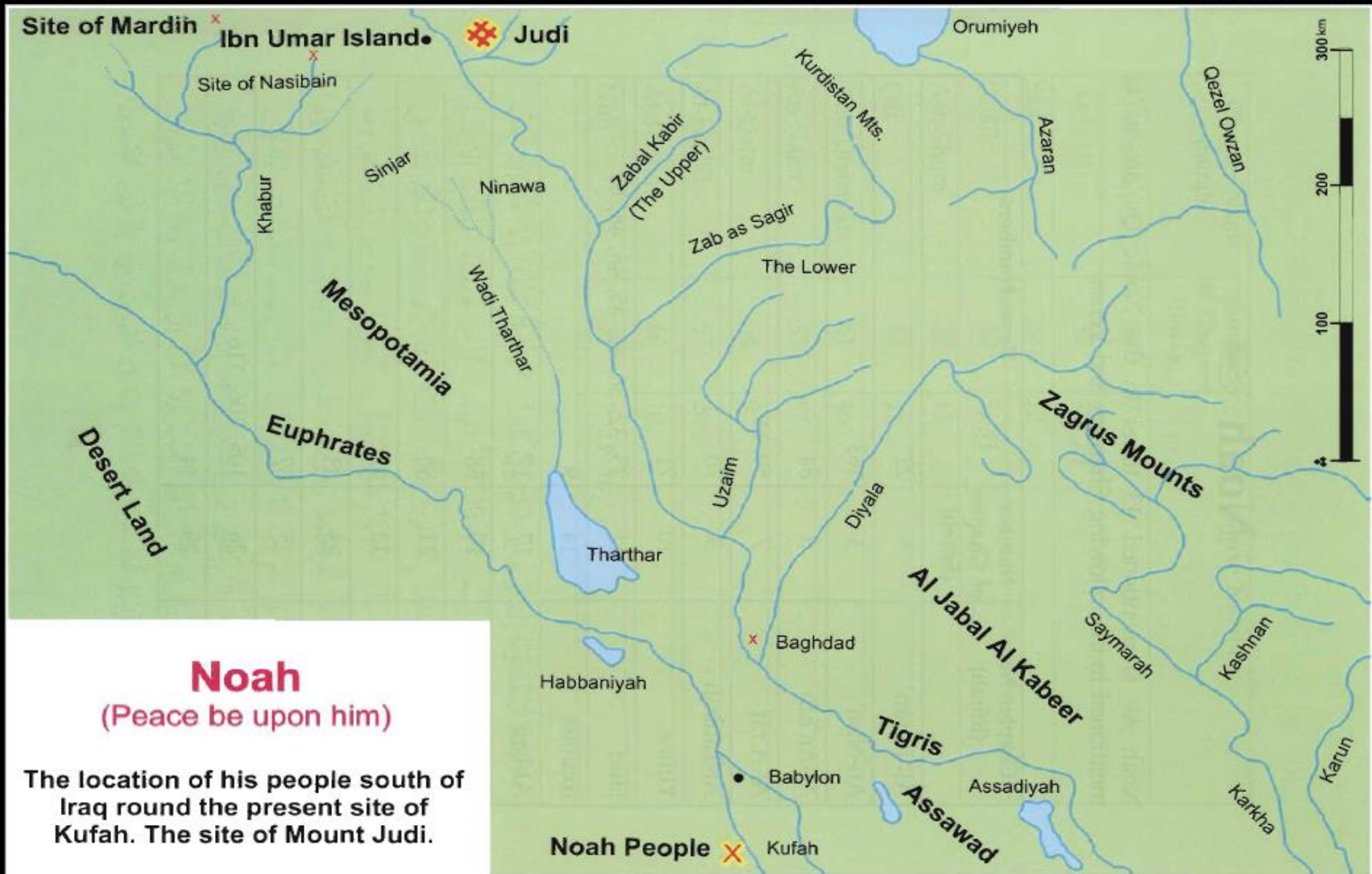
○ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اُس سرزمین میں رہتی تھی جس کو آج ہم عراق کے نام سے جانتے ہیں۔ [عراق میں صابیون (Sabians) کے نام سے ایک چھوٹا سا گروہ پایا جاتا ہے، جن کا ایک مستقل دین ہے... اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم حضرت نوح علیہ السلام کی کتاب، اور اُن کے دین پر عمل پیرا ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ ایک زمانے میں حضرت نوح علیہ السلام کی پوری کتاب ہمارے پاس موجود تھی، لیکن امتدادِ زمانہ کے سبب اب وہ ناپید ہے... اُس کے مندرجات صرف چار پانچ سطروں میں ہمارے پاس موجود ہیں، جن میں اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔ ”خطبات بہاولپور“ ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم]

○ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ محض قصہ گوئی کی خاطر بیان نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اس کے بیان کرنے کا مقصد کفار مکہ کو متنبہ کرنا ہے کہ تم محمد ﷺ کے ساتھ وہی رویہ اختیار کر رہے ہو جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم نے اختیار کیا تھا، اور اس رویے سے اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں بھی وہی انجام دیکھنا پڑے گا جو ان لوگوں نے دیکھا

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ



وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ



قوم نوحؑ کی خرابی

○ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ صرف اللہ کی بندگی کے جس صالح نظام زندگی پر حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو چھوڑ گئے تھے، اُس میں سب سے پہلا بگاڑ حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں رونما ہوا اور ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مامور فرمایا۔

○ قرآن مجید کے دوسرے مقامات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قوم نہ تو اللہ کے وجود کی منکر تھی، نہ اس سے ناواقف تھی اور نہ اسے اللہ کی عبادت سے انکار تھا، بلکہ اصل گمراہی جس میں وہ مبتلا ہو گئی تھی، شرک کی گمراہی تھی

○ انہوں نے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو خدائی میں اور عبادت کے حق میں شریک بنالیا تھا۔ پھر اس بنیادی گمراہی سے بے شمار خرابیاں اس قوم میں پیدا ہو گئیں:

○ شرک کے نتیجے میں انسان کے اندر سب سے پہلی خرابی **غیر ذمہ داری** کا پیدا ہونا ہے، جس کے سبب انسان یہ سمجھتا ہے کہ دنیاوی "ہستی" کا دامن پکڑا ہوا ہے، جس کا سہارا اٹھاما ہوا ہے... وہ دنیا میں بھی اُس کو مشکلات سے بچائے گا اور آخرت میں بھی وہی سفارش کریگا، اور اللہ تو ویسے بھی غفور و رحیم ہے... اس لیے گناہ، شرک اور بے راہ روی پر شیر اور دلیر ہو جاتا ہے

○ **دوسری بڑی خرابی** یہ پیدا ہوتی ہے کہ ایک جھوٹے خدا کو ماننے سے سینکڑوں جھوٹے خداؤں کو ماننا پڑتا ہے، یہ جھوٹے خدا تمام مذہبی، سیاسی اور معاشی اقتدار کے مالک بن جاتے ہیں، ان جھوٹے خداؤں کی نمائندگی کے لیے ایک خاص (استحصالی) طبقہ پیدا ہو جاتا ہے (جس سے انسان اونچ نیچ، اور طبقات میں تقسیم ہو جاتے ہیں)۔ اجتماعی زندگی میں ظلم و فساد بھر جاتا ہے

○ **تیسری بڑی خرابی** یہ پیدا ہوتی ہے کہ اپنے دائرے میں ہر شخص خدائی کرنے لگتا ہے اس طرح جس کی لاٹھی اُس کی بھینس... اور قبضہ سچا دعویٰ جھوٹا اصول پوری سوسائٹی میں جاری ہو جاتا ہے، نتیجتاً پیدا ہونے والی کشمکش معاشرے کی تباہی کا سبب بنتی ہے

قصہ نوح علیہ السلام کی عالمگیریت

○ نوح علیہ السلام (اور ان کے زمانے میں آنے والے طوفان) کا قصہ توحیدی مذاہب (monotheistic religions) کے علاوہ دنیا کے دیگر کئی مذاہب اور قوموں میں بیان کیا جاتا ہے۔ ان میں

← بابل کی تاریخوں، ہند کے رزمیوں، ویلز، اسکینڈی نیویا، لتھونیا، چین، یونان، بلاد ما بین النہرین (Mesopotamian) کہانیوں، قدیم مصری اقوام میں، جزائر انڈیمان کالاپانی شامل ہیں

← قصہ نوح / ایک عالمگیر طوفان یا اس سے قصے سے ملتی جلتی روایات یونان، مصر، ہندوستان کی ہندو تہذیب اور چین کے علاوہ برما، ملایا، جزائر شرق الہند، آسٹریلیا، نیوگنی اور امریکہ کے اصل باشندوں میں بھی ایسی ہی روایات قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہیں۔

← قدیم سمیری داستانوں میں مٹی کی تختیوں (Hieroglyph) پر جرج موس کا اور اس کے طوفان کا ذکر ہے اور اس بڑی کشتی کی تفصیل درج ہیں، قدیم کسدی (Chaldeans) روایات میں بھی اس طوفان اور اس میں بچ جانے والوں کا ذکر ہے، اس طرح قدیم پاک و ہند میں ہنود روایات ملتی ہیں۔ مہا بھارت میں طوفان کے ہیرو رشی منو کا ذکر ہے۔ اور طوفان اور کشتی کا بھی

○ دنیا کے مختلف خطوں کی انسانی آبادیوں میں طویل زمانے سے کم و بیش ایک جیسے قصے کے پائے جانے کی ممکنہ طور پر تین وجوہات ہو سکتی ہیں

قصہ نوح علیہ السلام کی عالمگیریت

1. یہ قصہ اُس عہد سے تعلق رکھتا ہے جبکہ پوری نسلِ آدم کسی ایک ہی خطہ زمین میں رہتی تھی اور پھر وہاں سے نکل کر دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی۔ اسی وجہ سے تمام قومیں اپنی ابتدائی تاریخ میں ایک ہمہ گیر طوفان کی نشان دہی کرتی ہیں، اگرچہ مرورِ ایام سے اس کی حقیقی تفصیلات انہوں نے فراموش کر دیں اور اصل واقعہ پر ہر ایک نے اپنے اپنے تخیل کے مطابق افسانوں کا ایک بھاری خول چڑھا دیا۔

2. جو لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے انہوں نے اس واقعہ کی تفصیل لکھ ڈالی

3. اللہ نے جو آسمانی کتابیں نازل فرمائیں ان میں اس واقعہ کا اسی طرح ذکر کیا گیا جس طرح کہ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا

○ بنی اسرائیل میں اس واقعہ کا چرچا زیادہ اس لیے رہا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کروایا تھا جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳ (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَبَلْنَا مَعَهُ نُوحًا) سے ظاہر ہے

○ امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ مسخ ہوتا گیا اور مختلف علاقوں میں مختلف داستانوں کی شکل اختیار کرتا گیا۔ لیکن چار باتیں مختلف شکلوں ہی میں سہی لیکن مشترک رہیں۔

1. طوفان سے بچنے کے لیے ایک بڑی سی کشتی کا استعمال کیا گیا۔ کشتی کی تفصیلات مختلف داستانوں میں مختلف رہیں۔

2. کشتی میں ایک بزرگ شخصیت اور ان کی بیوی سوار تھے۔ ان کے نام مختلف داستانوں میں مختلف ہیں

3. کشتی میں انسانوں کے علاوہ دوسرے جاندار بھی سوار کروائے گئے جن کی تفصیل مختلف ملتی ہیں

4. کشتی طوفان کے اختتام پر ایک پہاڑ کی چوٹی پر جا ٹھہری۔ پہاڑ کی چوٹی کا نام مختلف داستانوں میں مختلف ہے

طوفان نوح کا زمانہ

- طوفان نوح کے زمانے کے حوالے سے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اور ان غلط فہمیوں کی بنیادی وجہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام اور نوح علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ نسب کا لغتین ہے
- بائبل (عہد نامہ عتیق) کے حوالے سے ڈاکٹر مورلیس بُگائی (Maurice Bucaille) نے تاریخوں، سلسلہ انساب وغیرہ کا ایک چارٹ پیش کیا ہے، اس چارٹ کے مطابق:
- ← نوح علیہ السلام، آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ۱۰۵۶ ویں سال پیدا ہوئے
- ← بائبل ہی کے مطابق جب نوح علیہ السلام کی عمر ۶۰۰ سال کی ہوئی تو طوفان کا واقعہ پیش آیا
- ← نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش میں (۸۹۲) سال کا فرق ہے
- ← چونکہ طوفان کے وقت نوح کی عمر ۶۰۰ سال تھی اس لیے ابراہیم کی پیدائش طوفان کے (۲۹۲) سال بعد ہوئی۔ اور ۱۸۵۰ قبل مسیح کو ابراہیم کا دور بتایا جاتا ہے
- ← اس حساب سے (۲۹۲ + ۱۸۵۰ = ۲۱۴۲) قبل مسیح میں طوفان کا وقوع ہونا چاہیے
- ← اس طرح نوح علیہ السلام کا سن پیدائش اندازاً ۳۱۹۸ قبل مسیح بنتا ہے۔ اگر اس میں ۲۰۲۳ عیسوی سال ملا دیئے جائیں تو زمین پر انسان کی عمر صرف ۵۲۲۱ سال بنتی ہے
- اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بڑی شین سے پیدا کرنے کا اہتمام اس لیے فرمایا کہ اُس زمین پر انسان کو صرف ۵-۶ ہزار سال رہنے بسنے دے؟ بائبل میں ان تاریخوں کے تعین سے یہ بات بھی محال نظر آتی ہے کہ حضرت نوح کے بعد ۶-۵ ہزار سال میں تقریباً ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء و رسل مبعوث ہوئے، ڈاکٹر مورلیس بُگائی کا استدلال ہے کہ یہ واقعہ کسی بھی طرح بائبل کے حساب سے اکیسویں صدی ق م میں پیش آہی نہیں سکتا بلکہ اس کو پیش طویل زمانے گزرے ہیں

نوح علیہ السلام کی دعوتِ اللہ

○ اللہ کی طرف دعوتِ انبیاء علیہم السلام کا بنیادی فریضہ ہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کو معبودِ برحق، وحدہ لا شریک ماننے کی دعوت دی (سورۃ الاعراف، الانعام، اور سورۃ ہود میں اس کا تفصیلی تذکرہ)

○ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی، لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ، بیشک ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سوا انہوں نے کہا: اے میری قوم (کے لوگو!) تم اللہ کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، یقیناً مجھے تمہارے اوپر ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے

○ دعوت کے میدان میں نوح علیہ السلام ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں اور آپ اس حوالے سے عظمت کا مینار ہیں، قرآن مجید میں کسی نبی کی مدتِ تبلیغ کا صراحت سے ذکر نہیں کیا گیا لیکن نوح علیہ السلام کے ضمن میں یہ بات صراحت سے موجود ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس دعوت دی

○ آپ علیہ السلام کی دعوت کے تین نکات تھے، (۱) عبادتِ رب: کفر و شرک چھوڑ دو، اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرو، (۲) استغفار: اللہ کی طرف پلٹ آؤ، تقویٰ کو اپنا شعار بنا لو، جب تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے تو فسق و فجور، ظلم و ستم، لوٹ کھسوٹ، جھوٹ اور غیبت، خود غرضی اور حرص کی پالیدگیوں سے تمہارا دامن پاک ہو جائے گا، تم پر زمین اور آسمان سے نعمتوں کی بارش ہوگی (۳) اطاعتِ رسول: تم میری اطاعت کرو، تمہارے رب نے مجھے مرشد و رہنما بنا کر مبعوث فرمایا ہے میں تمہیں سیدھی راہ پر لے چلوں گا اور منزلِ مراد تک پہنچا دوں

○ آپ نے اپنی قوم کو دن کو بھی دعوت دی اور رات کو بھی، اعلانیہ بھی دعوت دی اور چپکے چپکے بھی، اسلوبِ بدل بدل کے دعوت دی۔ مسلسل انکار، تکذیب، استہزاء، اور ظلم و ستم کے باوجود دعوت کے فریضے میں ایک ہزار سال میں بھی کوئی کمی نہ آئی

کیا طوفانِ نوح مقامی تھا یا پورے کرۂ ارضی پر؟

○ علمائے اسلام کی آراء اس ضمن میں منقسم ہیں، علمائے اسلام کی ایک جماعت کے علاوہ، علمائے یہود و نصاریٰ، بعض ماہرین علوم فلکیات، طبقات الارض، اور تاریخ طبیعیات کی یہ رائے ہے کہ یہ طوفان تمام کرہ ارضی پر نہیں آیا تھا۔ بلکہ صرف اسی خطہ میں محدود تھا جہاں حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم آباد تھی

○ ان کے نزدیک اس زمانہ میں انسانی آبادی اسی خطے تک محدود تھی جہاں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم آباد تھی، ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سلسلہ اس سے زیادہ وسیع نہ ہوا تھا جو کہ اس علاقہ میں آباد تھا، لہذا وہی مستحق عذاب تھے اور ان ہی پر طوفان کا یہ عذاب بھیجا گیا، باقی کرہ زمین کو اس سے کوئی علاقہ نہ تھا۔

○ جب کہ دوسرے طبقہ علماء اور ماہرین کا خیال ہے کہ یہ طوفان پورے روئے زمین پر تھا اور اس کے حق میں یہ دلائل و شواہد ہیں:

← دنیا کے کم بیش تمام مذاہب اور تہذیبوں میں ایک عالمگیر سیلاب اور اس میں تھوڑے سے لوگوں کے بچ جانے کی کہانی ملتی ہے

← نوح علیہ السلام کی دعا " رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَيَّ الْأَرْضَ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا " اے میرے رب! روئے زمین پر ان کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ رہنے دے " میں لفظ "ارض" (زمین) کا استعمال مطلق طور پر آیا ہے

← ایک اور آیت میں اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نکل لے " وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَائِكَ ... " اے زمین اپنا پانی نکل لے "

← کشتی میں جانوروں کو محفوظ کرنا اسی لیے ہو سکتا تھا کہ جب یہ طوفان عالمگیر ہو، یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پوری زمین کے جانور نوح علیہ السلام کے علاقے یعنی قدیم میسوپوٹیمیا اور موجودہ عراق میں تھے جن کو بچانے کے لیے انہیں کشتی پر سوار کیا گیا

کیا طوفانِ نوح مقامی تھا یا پورے کرۂ ارضی پر؟

- ← اگر یہ سیلاب مقامی تھا تو نوح علیہ السلام اور ان کے ماننے والے بجائے ایک کشتی پر سوار ہونے کے کسی محفوظ علاقے کی طرف ہجرت کر سکتے تھے جیسا کہ باقی انبیاء کو عذاب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علاقہ چھوڑ دینے کا حکم ہوتا تھا۔
- ← دنیا کے کئی علاقوں کے لوگوں میں ایک عالمی سیلاب کی کہانی ہزاروں سال سے نسل در نسل چلی آرہی ہے جو کہ ظاہر کر رہی ہے کہ یہ واقعہ حقیقت میں رونما ہوا تھا
- ← زمین کے کئی مقامات پر فوسل کی مجموعی اور کثیر تعداد میں موجود گی ان جانوروں کے ایک عالمی آفت میں اکٹھے ہلاک ہونے کی دلالت کر سکتی ہے۔
- ← سمندری جانوروں کے فوسل بلند ترین پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی پائے گئے ہیں جس کا واضح مطلب ایک عالمی سیلاب کے ذریعے ان جانوروں کا وہاں پہنچنا ہے۔
- طوفانِ نوح کے متعلق دونوں قسم کی آراء موجود ہیں اور دونوں کے لیے دلائل بھی۔ قرآن مجید نے اس کو صراحتاً بیان نہیں کیا لہذا یہ کوئی عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے

طوفانِ نوح کے بعد پھیلنے والی نسلِ انسانی کیا صرف نوحؑ کی ذریت ہے؟

- سورة الصافات کی آیت ۷۷ سے (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمْ الْبَاقِينَ اور ہم اسی (نوحؑ) کی نسل کو باقی رکھا) سے زیادہ تراہل علم استدلال کرتے ہیں کہ طوفانِ نوح کے بعد نسلِ انسانی صرف نوح علیہ السلام کے بیٹوں سے چلی
- در حقیقت اس بات کی قرآن مجید میں صاف الفاظ میں تصریح نہیں ہے کہ آپ کی صلبی اولاد سے ہی نسلِ انسانی آگے بڑھی، اس مفہوم کو اپنانے کے لیے لفظ ذُرِّيَّة کے لازمی طور پر معنی صلبی اولاد لینا ہوں گے جبکہ ذریت کے معنی میں وسعت ہے یعنی اس میں جسمانی اور ایمانی دونوں طرح کی ذریت (اولاد) شامل ہے، اسکی تائید قرآن کریم میں دوسرے مقامات سے بھی ہوتی ہے
- سورة بنی اسرائیل میں بنی اسرائیل اور بعد کی دنیا کی آبادی کو ان لوگوں کی اولاد قرار دیا ہے جو حضرت نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے۔ (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ) تم اُن لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا) اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان کے بعد آئندہ جو نسل آگے چلی وہ آپ ہی کے اہل و اتباع سے چلی۔
- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سام تمام عربوں کا باپ ہے۔ حام تمام حبش (اہل افریقہ) کا باپ ہے اور یافت تمام اہل روم کا“۔ اس روایت سے یہ صراحت نہیں ہوتی کہ تمام انسانوں کی نسل نوحؑ کی ان تین بیٹوں سے چلی (کہ اس میں کئی دوسری قوموں مثلاً مشرقی ممالک، انڈونیشیا، جاپان، چین اور براعظم امریکہ کے اصلی باشندوں کی جدِ امجد کا ذکر نہیں ہے)
- اس بات کا کوئی تجرباتی (empirical) ثبوت بھی نہیں ہے کہ دنیا کے تمام لوگ ایک خاندان سے آگے چلے جو ۶-۵ ہزار سال پہلے موجود تھا۔ پھر انسانوں میں موجود جنیاتی تنوع (Genetic Diversity) بھی یہ بات ماننے میں مانع ہے کہ دنیا کے سب انسان ایک خاندان سے اتنے مختصر عرصے میں آگے پھیلے۔

قرآن اور تورات میں قصہ نوح علیہ السلام کا تقابل

- قصہ نوح علیہ السلام قرآن مجید اور بائبل (عہد نامہ عتیق) دونوں میں بیان ہوا ہے
- قرآن میں اس قصے کے اجزاء ۲۹ سورتوں میں پھیلے ہوئے ہیں، تورات میں کتاب پیدائش (Genesis) باب ۶، ۷ اور ۸ میں
- بائبل میں کشتی کا سائزر (لمبائی، چوڑائی اور اونچائی) کی تفصیلات دی گئی ہیں لیکن قرآن میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا (اور اس کی حکمت یہ کہ ان غیر ضروری تفصیلات سے قصے کا سبق اور نصائح پس پشت چلے جاتے ہیں
- بائبل میں طوفان شروع ہونے کی نشانی (تندور کے ابلنے) کا ذکر نہیں۔ لیکن بارش کے برسنے اور ۱۵۰ دن پانی مسلسل چڑھنے کا ذکر ہے جس میں کشتی کے سواروں کے سوا سب انسان، جانور، چوپائے اور تمام پہاڑ بھی ڈوب گئے
- بائبل میں حضرت نوح علیہ السلام کا شخصی خاکہ ویسا نہیں جیسا کہ ایک اولوالعزم رسول کا قرآن میں پیش کیا گیا ہے بلکہ ان کی مے نوشی کا ذکر بھی ہے اور اسے سب انسانوں کی طرح گناہ آلود فطرت کے ساتھ پیدا ہونے والا بتایا گیا اور راست باز انسان بھی
- بائبل (تورات) اس قصے کے سب اہم حصے نوح علیہ السلام اور اس کے بیٹے کے ڈوبنے کے وقت کے مکالمے سے خالی ہے لیکن قرآن کریم نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے کیونکہ یہ مقام عبرت و نصیحت کے حوالے سے بہت اہم ہے
- اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نسب، رشتہ داری، دوستی اور رفاقت آسمانی مکاتب میں ہمیشہ ایمانی اور روحانی رشتوں کے تحت ہوتے ہیں اس مکتب میں نسب و خاندانی رشتوں کا کام ایمانی رشتوں کے مقابلے میں کوئی مفہوم نہیں (اسی اصول کے تحت سلمان فارسی جو نہ خاندان پیغمبر سے ہے نہ قریشی ہے، مکی بھی نہیں اور اصلاً عرب بھی نہیں، وہ خاندان رسالت کا حصہ شمار ہوتا ہے (سَلْمَانَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے) اور نوح جیسے پیغمبر کا حقیقی بیٹا باپ سے ایمانی رشتہ توڑنے کی وجہ سے اس طرح دھتکا دیا جاتا ہے إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ، یہ تیرے اہل میں سے نہیں۔

نوح علیہ السلام اور قصہ نوحؑ سے متعلق وہ تفسیری روایات جو یقینی نہیں ہیں

○ نوح علیہ السلام کا نام "عبد الغفار" یا "عبد الملک" یا "عبد الاعلیٰ" تھا اور "نوح" کا لقب انہیں اس لیے دیا گیا ہے، کیونکہ وہ سالہا سال اپنے اوپر یا اپنی قوم پر نوحہ و گریہ کرتے رہے۔ آپ کے والد کا نام "لمک" یا "لامک" تھا، آپ کی عمر ۲۵۰۰ سال تھی (حضرت نوح علیہ السلام کا (اصلی) نام، باپ کا نام، شجرۂ نسب اور زمانے کی تفصیلات اسرائیلیات میں سے ہیں، جن کی تصدیق کسی دوسرے ذریعے سے نہیں کی جاسکتی)

○ نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار افراد میں سے کسی کی نسل آگے نہ بڑھی اور یوں صرف نوح علیہ السلام کی اولاد دنیا میں ہے (اس نظریے کے حامل لوگوں نے سورۃ الصافات کی آیت ۷۷ سے (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ اور ہم اسی کی نسل کو باقی رکھا) سے استدلال کرتے ہیں لیکن زیادہ صحیح یہ بات ہے کہ یہاں ذریت صلبی اولاد کے معنی میں نہیں بلکہ اہل کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے قرآن مجید میں کئی اور مقامات پر بھی۔

دوسرا جس سیاق میں ان بچ جانے والوں کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہوئے تھے ان کے سوا باقی اور کوئی نہیں بچا تھا وہی اور صرف وہی بچے تھے اس طوفان اور عذاب سے اس کی تائید سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳ سے بھی ہوتی ہے، ذُرِّيَّةً مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ تم اُن لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا۔)

نوح علیہ السلام اور قصہ نوحؑ سے متعلق قابل قبول روایات

○ حضرت نوح علیہ السلام، طوفان، کشتی، آپ کی قوم اور آپ کے گھر والوں کے بارے میں ان گنت روایات مذہبی تحاریر اور تفسیری لٹریچر میں موجود ہیں جن کا زیادہ تر مآخذ اسرائیلیات ہیں (وہ روایات جو اہل کتاب، یعنی یہودیوں اور عیسائیوں سے ہم تک پہنچی ہیں)، ان میں اکثر ناقابل قبول ہیں، اس ضمن میں صرف وہ روایات قابل قبول ہیں جن کی صحت کی تائید قرآن سے یا احادیث مبارکہ سے ہوتی ہو (وہ روایات جو قرآن و سنت کی نصوص کے خلاف ہوں، وہ قابل قبول نہ ہوں گی)

○ حضرت نوح علیہ السلام زمین پر پہلے رسول تھے (... يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، صحیح بخاری - ۳۳۴۰)

○ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کے علاوہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ، 333/2)۔

○ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ؛ دس قرن۔ (صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق)،

اگر قرن سے مراد صدی ہو تو ان دونوں انبیاء کرام علیہما السلام کے درمیان 1000 سال کا فاصلہ ہوگا اور اگر قرن سے مراد نسل ہو تو اس صورت میں ان کے درمیان ہزاروں سال کا فاصلہ ہوگا کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے لوگ صدیوں تک زندہ رہتے تھے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)۔

○ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ۹۵۰ برس تک دعوت حق پہنچائی

قصہ نوح علیہ السلام کا تمدنی پہلو

- انسان ہر زمانے میں اپنی حاجات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنے اطراف میں پائی جانے والے قدرتی ذخائر و وسائل کو دریافت کرتا اور انھیں استعمال کرتا رہا، مگر تاریخ میں بعض اہم موڑ آئے ہیں، بعض ایجادات ایسی ہوئی ہیں جنہیں ہم انقلاب آفریں خیال (Groundbreaking idea or innovation) کہہ سکتے ہیں۔
- ان میں سے چند کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ یہ اس لیے کہ اسلام کی نظر میں علم کی جستجو میں لگنا عبادت ہے اور کسی چیز کو دریافت کرنے کے بعد اس علم کو چھپانا خیانت ہے اور انسانیت کے مفاد عامہ کے لیے کائنات کے ذخائر کو عام کرنا اس کی تعلیمات کا حصہ ہے
- قرآن مجید میں اس ضمن میں چھ شخصیات (چار انبیاء اور دو غیر انبیاء - نوح علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ملکہ سبا، اور ذوالقرنین) کا ذکر آیا ہے جنہوں نے اپنے زمانے کی ترقی میں بڑا رول ادا کیا ہے اور کچھ تمدنی سہولیات یا بہتر اور خوش حال زندگی کے لیے ایجادات کیں۔
- انسانی تاریخ میں نامعلوم وقت سے انسان خشکی کی سواری کے لیے جانوروں کا اور بحری سفر کے لیے کشتیوں کا استعمال کرتا رہا ہے، البتہ کشتی اپنی بھرپور اور ترقی یافتہ شکل میں پہلی بار کس نے بنائی ہوگی؟ قرآن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ اس فن کے موجد تھے۔ اس دعوے کے لیے مروجہ انسانی معیار کے ٹھوس تاریخی شواہد تو موجود نہیں البتہ یہ ضرور ہمیں ملتا ہے کہ آپ نے خدا کی نگرانی اور رہنمائی میں کشتی بنائی۔
- یہ ایک بہت بڑی کشتی تھی جس میں تمام ایمان والے، جانوروں کے جوڑے اور یقیناً ان کے لیے ضروری ساز و سامان بھی آگیا

قصہ نوح علیہ السلام کا تمدنی پہلو

○ قدیم زمانے سے لے کر آج تک کسی بھی تمدن کے فروغ میں کشتیوں نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ مگر حضرت نوحؑ سے پہلے کشتیاں کیسی تھیں اسے جاننے کا کوئی ذریعہ ہمارے ماہرین آثار قدیمہ اور مورخین کے پاس موجود نہیں ہے۔ مگر جو چیز (کشتی) حضرت نوحؑ نے بنائی وہ چونکہ خدا کی نگرانی میں بنائی گئی اس لیے کشتی بنانے کے تمام سائنسی علوم کا احاطہ اس میں لازمی طور پر شامل رہا ہوگا

○ بابل میں اس کشتی کی دی گئی تفصیلات اگر صحیح ہیں تو یہ ایک کئی منزلہ عظیم الشان کشتی تھی

○ کشتی بنانے کے لیے کچھ علوم کا ہونا لازمی ہے جو قرآن کے مطابق اللہ کی رہنمائی اور ہدایات کی صورت میں نوحؑ کو ملے، وہ علوم یہ ہیں:

← کشتی بنانے کے لیے ضروری وسائل کی دستیابی (Procurement)

← کڑیوں کا علم جنہیں آسانی سے موڑا جا سکتا ہو اور وہ پانی میں رہ کر خراب نہ ہوں (Wood Science /Naval Architecture/Marine Engineering)

← جیومیٹری (Geometry) کا علم

← بحریات (Oceanography) کا علم

← اچھال (buoyancy) کا علم

قصہ نوح علیہ السلام کا تمدنی پہلو

- ← اچھی عملی مہارت (Practical Skill)
- ← مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت (Problem solving Skill)
- ← درست طریقے سے کام کرنے کی صلاحیت (Precision and accuracy)
- ← ڈیڈ لائن کو پورا کرنے کی صلاحیت (Time management and meeting deadlines)
- ← اچھے ٹیم ورک کی مہارت (Teamwork and collaboration)
- ← اور بہت سی دیگر خصوصی کرافٹ کی صلاحیتیں (Craftsmanship skills)

- یہ کشتی کیسے بنائی گئی اس کا ایک لائحہ عمل کسی تختی میں لکھا ہوا پایا گیا۔ آثار قدیمہ اور کھدائی کی مامرین اس زبان سے واقفیت رکھتے ہیں جسے " کیونے فورم " - " Cuneiform زبان کہتے ہیں، جو 3200 قبل مسیح میں پائی جاتی تھی۔
- حضرت نوحؑ کی اس کشتی کے جو دی پہاڑ پر پہنچنے کے بعد جو تمدن وجود میں آیا اس میں کسی نے اس لائحہ عمل کو محفوظ کر لیا ہوگا، جسے The Ark Tablet کہا جاتا ہے جو آگے نسل در نسل چلتا رہا اور لوگ اس علم کو بروئے کار لا کر بڑی اور بہتر کشتیاں بناتے رہے

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

- حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ایک اولوالعزم رسول، جنہوں نے کم و بیش ایک ہزار سال تک اللہ کی طرف دعوت دینے کا فریضہ سرانجام دیا، قرآن کریم کی ۲۹ سورتوں میں آپ کا تذکرہ اور آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا بیان
- آپ کی زندگی، آپ کی دعوت اور اسلوب دعوت، آپ کی استقامت اور عزیمت اور آپ سے متعلق بیان کردہ قصص میں ایمان والوں کی بے شمار اسباق و نصائح موجود ہیں :

1. **دعوت الی اللہ** ایک فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لے آنی چاہئیں

2. **یقین و ایمان**: داعی کو اس امر کا یقین کامل ہونا چاہیے کہ جس دعوت کا وہ لے کر اٹھا ہے وہ حق اور سچ ہے، اس پر اس کے یقین میں کوئی تزلزل نہ آنا چاہیے۔ یہ یقین اور ایمان اس دعوت کی مشکلات انگیز کرنے میں مددگار ہوگا

3. **صبر و استقامت**: اگر لوگ دعوت کو قبول نہیں کر رہے تو داعی کو مایوس ہو کر ہمت نہیں ہارنی چاہیے بلکہ پوری استقامت سے اپنے حصے کا کام کرتے رہنا چاہیے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے

4. **اللہ پر اعتماد اور بھروسہ**: داعی کو ہر حال میں اللہ سے وابستہ رہنا چاہیے، اس راستے میں مادی اور دنیوی سہارے ہمیشہ وجہ اطمینان و تسلی نہیں بنتے۔ صرف اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق اور اس پر اعتماد داعی کے لیے قوت اور وجہ سکون

5. **بے لوث دعوت**: داعی کسی اجر، صلہ، ستائش، توجہ، محبت، شاباشی اور جاہ و منصب کی طلب سے ماوراء ہو کر دعوت کا کام کرتا ہے (نوح علیہ السلام اور تمام انبیاء و رسل نے اس بات کو واضح طور پر بتایا بھی اور عملاً کر کے دکھایا بھی)

6. **دعوت حق کا انکار**، ہمیشہ معاشرے کے بااثر افراد (سردار، مترفین، اشرافیہ - Privileged classes) کیا کرتے ہیں

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

7. **مشکلات کا سامنا:** حق کی طرف بلانے والوں کو ہمیشہ، ہر دور میں تحقیر و استہزاء کا سامنا کرنا پڑا ہے، ان کلمہ مذاق اڑایا گیا، ہر طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا، یہ دعوت کے راستے کے سنگ ہائے میل ہیں (داعیان الی اللہ ان سے کبھی نہیں گھبرائے)
8. **قوم کی خیر خواہی:** پیغمبر (قافلہ دعوت کے شہ سوار) اپنی قوم کے انتہائی خیر خواہ ہوتے ہیں، قوم کی فلاح کے حریص۔ انبیاء و رسل کے طریقے پر ایک داعی کو بھی اپنی قوم کا خیر خواہ ہونا چاہیے
9. **دعوت حق پر عمل:** ایک داعی سب سے پہلے اس دعوت پر مین و عن عمل کرنے والا ہوتا ہے (وَأْمُرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں)
10. **پیغمبروں کی بشری حاجات:** پیغمبر بھی انسان ہوتے ہیں اور بشری حاجات سے بالاتر نہیں ہوتے (تمام قوموں نے پیغمبروں سے مافوق البشر خصوصیات کے تقاضے کیے جیسے غیب جاننا اور خزانوں کا مالک ہونا...) لیکن تمام انبیاء علیہم السلام نے ان مطالبات اور مافوق البشر خصوصیات سے معذوری کا اظہار کیا، سورۃ ہود میں خصوصاً اور دوسرے مقامات پر بھی اسکا ذکر)
11. **انبیاء و رسل کی انسانی سطح پر جدوجہد:** اس سے یہ معلوم بھی ہوتا ہے کہ تمام انبیاء و رسل نے خالصتاً انسانی سطح پر دعوت کا کام کیا، اس سلسلے میں ابلاغ و بیان کا ہر اسلوب اپنایا، ایک ایک شخص کے پاس جا کر بھی اور اجتماعی طور پر بھی دعوت دی، اس راستے کی ہر مشکل، اذیاء اور پریشانی کو صبر اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا، لوگوں نے مذاق بھی اڑایا، مارا پیٹا بھی گیا، زحمت بھی ہوئے، شہید بھی کیے گئے (ایک دن میں ۷۰ انبیاء شہید ہوئے - حدیث)، معاشی اور سماجی مقاطعے بھی ہوئے، دیس نکالا بھی برداشت کیا، ضعف اور قوت و وسائل کی اس شدید کمی کا سامنا کیا کہ اپنے رب کے حضور جس کی فریاد کی، لیکن دعوت کے اس عمل اور اس کے قبول و انکار کرنے میں کہیں خدائی مداخلت نہیں ہوئی، کہیں فرشتوں نے مداخلت نہیں کہیں کسی کو زبردستی ایمان قبول نہیں کروایا گیا کہ لوگ جان لیں کہ دعوت خالصتاً ایک انسانی سطح کا کام ہے اور انبیاء نے بھی اسی سطح پر کیا

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

12. **نرمی کا اسلوب**: قوم کے انکار اور سرکشی کے باوجود قوم سے پیار، محبت اور نرمی کا برتاؤ۔ دعوت کی طرف راغب کرنے کے لیے بار بار میری قوم، میری قوم کے الفاظ سے خطاب (داعی کو چاہیے کہ اپنے مدعو کو نرم اسلوب میں اور ایسے القاب سے خطاب کرے جس سے مدعو کو اپنائیت کا احساس ہو۔

13. **امید کا پیغام**: پیغمبر، لوگوں کو زمانہ جاہلیت میں سرانجام پانے والے افعال قبیح اور گناہوں پر اللہ کی بخشش کی امید دلاتا ہے اور لوگوں کو مایوسی اور ناامیدی سے نجات دلاتا ہے (داعی بھی امید اور اللہ کی خوشنودی کا پیغام سنائے)

14. **دنیوی زندگی کی ترقی**، تقویٰ اور خدا پرستانہ زندگی کے منافی نہیں۔ نوح علیہ السلام نے قوم کو بتایا کہ اللہ سے استغفار، قحط سالی کی دوری، باغوں، پھلوں، مال واولا کی کثرت (مجموعی پیداوار میں اضافے) کا سبب بنے گی

15. **انسانوں کی گمراہی**: اس قرآنی قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی گمراہی ہر زمانے میں بنیادی طور پر ایک ہی طرح کی رہی ہے، اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کی دعوت بھی ہر عہد اور ہر سرزمین میں یکساں رہی ہے

16. **دعوت کا نقطہ آغاز**: حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء و رسل کے قصص سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کی ابتداء توحید سے کی جائے، توحید کے قائل ہونے کے بعد دین کے دوسرے اجزاء کو بیان کیا جائے

17. **استعانت و مدد**: تنگی ہو یا راحت، ہر حال میں مدد و استعانت اور دعا اللہ سے مانگنی چاہیے

18. **اللہ پر ایمان میں کوئی شرکت نہیں**: ایک مومن کے دل میں اللہ پر ایمان اور اس کی محبت کے ساتھ غیر اللہ کی محبت جمع نہیں ہو سکتی (ود، سواع، یغوث، نسر وغیرہ کی محبت قوم نوح کی اللہ کے محبت میں رکاوٹ تھی)

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

19. داعیین الی اللہ پر اللہ کی نظر خاص: اللہ اپنے ان مومن بندوں کی حفاظت فرماتا ہے، انہیں راستے سمجھاتا ہے، ان کی رہنمائی فرماتا ہے اور انہیں منزل تک پہنچاتا ہے

20. توکل کے ساتھ تدبیر: نوح علیہ السلام نے ہر معاملے میں اللہ پر بھروسہ کیا لیکن طوفان سے بچنے کے لیے کشتی بنانے کی تدبیر بھی کی (اللہ کی رہنمائی میں)۔ دنیاوی تدابیر اختیار کرنا اللہ پر بھروسے کے خلاف نہیں

21. داعی، دعوت کا مکلف: داعی کتاب و سنت کے مطابق پوری محنت کے ساتھ دعوت دینے کے باوجود بھی اگر مدعو دعوت قبول نہ کرے تو اس میں داعی کا کوئی قصور نہیں

22. انسان کے اعمال کی ذمہ داری: ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار اور جواب دہ ہے، کسی نیک انسان کی رشتہ داری اس کو اس کے اعمال کی ذمہ داری اور اس کے نتائج سے نہیں بچا سکتی (حضرت نوحؑ کے بیٹے اور بیوی کی مثال.....)

23. بُری صحبت: نوح علیہ السلام کے بیٹے کی ہلاکت کی وجہ اس کی (کافروں کے ساتھ) بُری صحبت (وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ)، ہر شخص کو اپنی صحبت پر نظر رکھنی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ اس کی صحبت اور ہمدردیاں کسی کے ساتھ ہیں (أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ، تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے)

24. دعائے مغفرت: نوح علیہ السلام کو کافر بیٹے کے لیے دعا (مغفرت) مانگنے سے روک دیا گیا (اور ابراہیم علیہ السلام کو کافر باپ کے لیے دعا کرنے سے روک دیا گیا)۔ کافر رشتہ داروں کے لیے ہدایت کی دعا تو مئی جاسکتی ہے لیکن مغفرت کی نہیں

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

25. **راہِ حق پر صبر :** نوح علیہ السلام کا صبر قابل تقلید۔ بیٹا اپنی آنکھوں کے سامنے غرق ہو گیا مگر آنے صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، اطاعت و فرمانبرداری کا نمونہ بنے رہے
26. **اللہ کا امر فیصلہ کن :** اللہ کا امر (عذاب) کو دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی اور اس سے کوئی طاقت بچا بھی نہیں سکتی
27. **اللہ کا اختیار :** کافروں پر عذاب نازل کرنا، پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہے۔ حضرت نوحؑ کفار کے عذاب طلب کرنے کے جواب میں فرماتے کہ عذاب کا نازل کرنا، خدا کی مشیت کے ساتھ ہے اور اس عذاب سے بچنا ممکن نہیں ہے۔
28. **مشیتِ الہی :** نیک لوگوں کے گھر برے اور برے لوگوں کے گھر میں نیک لوگ پیدا ہو سکتے ہیں، اس سے نیک لوگوں کی عصمت و ایمان پہ کوئی حرف نہیں آتا
29. **تقاضائے بشریت :** انبیاء علیہم السلام سے بتقاضائے بشریت سہو ہو سکتا ہے جیسے نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے حق میں دعا سے ثابت ہے (اور دیگر انبیاء کرامؑ سے بھی ثابت ہے قرآن کریم میں)، ایسے میں اللہ تعالیٰ انہیں احساس دلاتا ہے تو وہ فوراً معافی کے خواستگار ہوتے ہیں، اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسے نوح علیہ السلام نے کیا
30. اللہ تعالیٰ، انبیاء کی حفاظت اور ان کی خطاؤں اور لغزشوں پر انہیں متوجہ کرنے والا ہے۔
31. **حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی خاص خصوصیات کی حامل اور صنعتی اعتبار سے بے مثال اور جدید ماڈل کی تھی**
32. **مشیتِ الہی، طبعی اور عادی اسباب کے ذریعہ جاری ہوتی ہے (طوفان سے بچنے کے لیے کشتی کی تعمیر)**

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

33. ہر قسم کے حیوانات میں سے ایک جوڑا (نر و مادہ) کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم - حیوانات کو نابودی اور ختم ہونے سے بچانا ضروری ہے (ظاہر اُس کے علاوہ اس کا کوئی مقصد نہیں تھا کہ نسل حیوانات باقی رہے اور نابود نہ ہو)
34. بھروسہ اللہ پر اسباب پر نہیں: کشتی میں سوار ہونے کے بعد نوح علیہ السلام کی اپنے پیروکاروں کو تاکید کہ طوفان کے حادثے سے نجات کے لیے انھوں نے خدا کی مغفرت اور رحمت پر بھروسہ کرنا ہے (یعنی کشتی تو فقط ایک وسیلہ ہے درحقیقت نجات مہیا کرنے کا سبب مغفرت و رحمت الہی کا شامل حال ہونا ہے)
35. کائنات کے اسباب اللہ کے اختیار میں: پانی کا پہلے برسنا (آسمان سے) اور زمین کا پانی چھوڑ دینا اور طوفان کے بعد آسمان کا تھم جانا اور زمین کا پانی کو نگل جانا - زمین و آسمان اور کائنات ہستی کے تمام اسباب، خدا کے اختیار میں ہیں اور اس کے حکم کو بجالانے کے لیے ہمیشہ مستعد ہیں
36. اللہ کا وعدہ: حضرت نوح علیہ السلام سے، کہ زمین پر اترنے کے بعد اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں گی تمہارے ساتھ، اور نئی دنیا بسانے کے لیے اللہ تعالیٰ تمام اسباب فراہم کرے گا
37. انسانی معاشرے کیلئے امن و امان اور سلامتی کو برقرار رکھنا اور ان کے لیے نعمتوں کو ایجاد کرنا، اللہ کا اختیار اور اس کی مشیت
38. مومن اور کافر انسانوں کی تدبیر اور انسانی معاشروں کے انقلاب اور ان کا انجام، خدا کے ہاتھ اور اختیار میں ہے
39. اللہ تعالیٰ دنیا میں کافروں کو لمبے عرصہ تک ڈھیل دیتا ہے، لیکن بالآخر ان کو اچانک اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔
40. آپ ﷺ کو رسالت کے پہنچانے میں صبر و بردباری کی تلقین اور مشرکین کے مقابلے میں سینہ سپر رہنے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرنے کا حکم دیتا ہے۔